وفیات

حضرت مولانا مفتی محمد انور رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد ازہر

ملک کے طول وعرض میں یہ خبر انتہائی رنج وغم کے ساتھ سنی اور پڑھی گئی کہ معروف دینی درس گاہ دارالعلوم کبیر والا (ضلع خانیوال) کے مہتمم ممتاز عالم دین استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ (۳ نومبر ۲۰۰۴ء) بروز بدھ سحری کے وقت اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر خالق ومالک حقیقی سے جا ملے، نور اللہ مرقدہ و (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

قحط الرجال کے اس دور میں جب کسی عالم ربانی کی وفات کا سانحہ پیش آتا ہے تو یہ صدمہ اور احساس اور گہرا ہو جاتا ہے کہ مدارس وخانقاہوں کی تنہائی و بے رونقی بڑھتی اور محفل ہستی اجڑتی جارہی ہے۔ علم وعمل اور اخلاص وارشاد کے شعبوں پر کیا عجیب وقت آیا ہے کہ اگر کوئی مسند تدریس خالی ہوتی ہے تو مدتوں تک پُر نہیں ہوتی اور کوئی خانقاہ اجڑتی ہے تو عقابوں کی بجائے زاغوں کے تصرف میں آجاتی ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان علماء ومدرسین کی صف میں ہوتا تھا، جن کے علم وفضل کے باعث درس وتدریس کی مجلسیں آباد اور رونقیں بحال تھیں۔ وہ عمدہ علمی ذوق رکھتے تھے اور دارالعلوم کی انتظامی مصروفیات ان کے شوق علم میں کبھی حائل نہیں ہوتیں۔ مسند اہتمام کے تقاضوں اور مشاغل کے باوجود دارالعلوم میں اہم اور فنی اسباق خود پڑھاتے تھے۔ احقر کو جب کبھی ان سے شرف ملاقات حاصل ہوتا تو بالعموم ان کا موضوع گفتگو سنجیدہ ومتین علماء ومدرسین کی کمی اور معیار تعلیم وتدریس کی روز افزوں پستی ہوتا۔ وہ اس صورت حال پر انتہائی تشویش کا اظہار فرماتے اور اسے مدارس وجامعات کے مستقبل کے لیے انتہائی خطرناک قرار دیتے۔ دو سال قبل رمضان المبارک ہی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال دارالعلوم کے لیے بہت بڑا حادثہ تھا اور ان کی وفات پیدا ہونے والا علمی وتدریسی خلا بہت شدت سے محسوس ہو رہا تھا۔ تاہم حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب کے علم وفضل اور حسن نظم کی بدولت دارالعلوم کی تدریسی فضا اپنی روایات کے ساتھ برقرار رہی۔ اب مولانا کی رحلت دارالعلوم کے لیے بہت بڑا دھچکہ ہے دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ غیب سے اس گلشن علم وعمل کی آبادی وشادابی کے اسباب پیدا فرمادیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب کو دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے ان کے والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد عہدہ اہتمام کے لیے منتخب کیا۔ دارالعلوم جیسے عظیم ووقیع اور قدیم ادارے

کواس کی تابناک روایات کے مطابق چلانا ایک چیلنج سے کم نہ تھا۔ مگر مولانا نے خداداد اصلاحیتوں اور اکابر کی نسبتوں کی برکت سے نہ صرف دارالعلوم کی روایات اور علمی ماحول کو برقرار رکھا، بلکہ ظاہری و باطنی طور پر بہت سے شعبوں کو قابل رشک حد تک ترقی دی۔ ان کے دور اہتمام میں دارالعلوم کے طلبہ وطالبات کی تعداد تین چار سو سے بڑھ کر دو ہزار تک جا پہنچی تھی۔

دارالعلوم کی ہمہ وقتی انتظامی مصروفیات اور تدریسی مشاغل کے باوجود مولانا کی زندگی کا یہ پہلو حیرت انگیز تھا کہ وہ دینی، مذہبی، تبلیغی، جہادی اور اہل حق کی سیاسی جماعتوں کی بھی بھرپور سرپرستی اور رہنمائی فرماتے تھے۔ ضلع خانیوال میں وہ تمام دینی تحریکوں کے سرپرست اور شفیق رہنما مانے جاتے تھے۔ اسی طرح دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی آپ کی خدمات نمایاں تھیں۔ استاد محترم فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب نے بتایا کہ دارالعلوم کے جوار میں ایک بے پردہ خاتون نے مولانا کو مواعظ سے متاثر ہو کر پہلے شرعی پردہ شروع کیا۔ پھر دارالعلوم کے شعبہ بنات میں داخلہ لے کر درس نظامی کی تکمیل کی اور اس وقت وہی خاتون دارالعلوم میں طالبات کو انتہائی محنت اور شوق و ولولہ کے ساتھ اسباق پڑھا رہی ہیں، جو مولانا مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت کے لیے جامعہ خیرالمدارس ملتان کے اکابر واساتذہ کرام نے بھی دارالعلوم میں حاضری دی۔ قانون فطرت ہے کہ کتاب وسنت کے خدام وعشاق کے جنازے ذرا دھوم سے اٹھتے ہیں۔ جب دارالعلوم میں پہنچے تو قانون فطرت کے اس خاموش حکم کی تکمیل کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا۔ تاحد نظر علماء وصلحا، حفاظ وقراء، اکابر ومشائخ اور روزہ دار مسلمانوں کا ایک جم غفیر تھا جو کتاب وسنت کے ایک سچے خادم کی آخری زیارت، نماز جنازہ اور دعائے مغفرت ورفع درجات کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں سے اُمڈ آیا تھا۔ حتی کہ دارالعلوم کا وسیع وعریض احاطہ کثرت ہجوم کے باعث تنگ ہو رہا تھا۔ اسی سوگوار ماحول میں مولانا کی نماز جنازہ کے اعلان کے ساتھ آہیں اور سسکیاں بھی فضا میں بلند ہوئیں۔ نماز جنازہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ صدر مفتی جامعہ خیرالمدارس نے پڑھائی۔ بعدازاں آپ کے جسد خاکی کو آپ کے والد مرحوم شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمہ اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ کہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ مولانا کی جدائی سے علماء، ربانیین، جو پہلے ہی انگلیوں پر گنے جاتے ہیں، کی تعداد میں ایک اور فرد فرید کی کمی واقع ہوگئی اور تاریکی میں مزید اضافہ ہوگیا۔

کچھ ایسے بھی اس بزم سے اٹھ جائیں گے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

☆☆☆